

عالم اسلام اور امریکہ: مفاہمت کی تلاش

قاضی حسین احمد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صدر مجلس، معزز مہمانان گرامی، اور خواتین و حضرات!

سب سے پہلے میں قطر کے امیر شیخ حمد بن خلیفہ الثانی اور بروکنگز انسٹی ٹیوشن کا یو ایس اسلامک ورلڈ فورم کے انعقاد اور عالم اسلام اور امریکہ کی ممتاز شخصیات کے اس باوقار اجتماع سے خطاب کا موقع فراہم کرنے پر شکر گزار ہوں۔ امریکہ اور مسلم معاشروں کے مابین بڑھتی ہوئی کشیدگی کا جواب تلاش کرنا واقعی وقت کی اہم ضرورت ہے۔ بروکنگز کے سبان سنٹر کا یہ نیا اقدام امریکہ کے اسکا لرز اور پالیسی سازوں کے اس احساس کا غماز ہے کہ با مقصد اور نتیجہ خیز مذاکرات ضروری ہیں، اور ایک ارب ۴۰ کروڑ مسلمانوں اور دنیا کی بڑی طاقت کے درمیان ہم آہنگی بحال کرنے کے لیے وحشیانہ طاقت کا استعمال غیر ضروری ہے۔ میرے خیال میں اس سال کا اس سے اچھا آغاز اور نہیں ہو سکتا کہ اقوام متحدہ اسے تہذیبوں کے درمیان مکالمے اور افہام و تفہیم کے فروغ کے لیے مختص کر دے۔

سامعین کرام! ہم مانتے ہیں کہ امریکہ آج کرہ ارض پر سب سے زیادہ با اثر اور با وسائل قوت ہے اور سرد جنگ کے خاتمے کے بعد سے واحد عالمی قوت بن گیا ہے۔ اس کی عسکری طاقت سارے کرہ ارض پر محیط ہے اور آگ برسائے کی وہ طاقت اس نے حاصل کر لی

ہے کہ انسانی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ یہ تقریباً ۵ کھرب ڈالر دفاع اور سیکورٹی پر خرچ کرتا ہے جو ساری دنیا کے دفاعی اخراجات کے ایک تہائی سے بھی زیادہ ہے۔ ساری دنیا پر اس کا معاشی سیاسی اور تہذیبی اثر چھایا ہوا ہے۔ اس لحاظ سے دنیا کا کوئی بھی ملک اپنے خطے میں امریکی پالیسیوں اور منصوبوں کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ عالم اسلام کو بھی ایک قوت سمجھنا چاہیے۔ یہ حقیقت بھی نظر انداز نہیں ہونی چاہیے کہ مسلمان انسانی آبادی کا پانچواں حصہ ہیں جو ۵۶ آزاد ممالک میں اکثریت اور بشمول امریکہ باقی دنیا میں ایک نمایاں اقلیت ہیں۔ عالم اسلام کو بڑی اسٹریٹجک سیاسی اور اقتصادی اہمیت حاصل ہے۔ حکومتوں اور داخلہ و خارجہ روابط کی ناکامی کے باوجود مسلم عوام پُر عزم ہیں اور ہر اس کوشش کی مزاحمت کرتے ہیں جو ان کی آزادی و خود مختاری اور دینی معاملات میں مداخلت کرے۔

اسی تناظر میں امریکہ اور عالم اسلام کے تعلقات کو دیکھنا چاہیے۔ ہماری رائے ہے کہ ان تعلقات کو باہمی احترام، مکالمے، افہام و تفہیم اور عدل، کثیر جہتی اور بقاے باہمی پر مبنی عالمی نظام کے قیام کی بنیاد بننا چاہیے۔ مگر افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ عالم اسلام اور امریکہ کے تعلقات کی تاریخ زیادہ دوستانہ نہیں ہے۔ ہمارے اختلافات اور انہیں پروان چڑھانے کے اسباب کا غیر جانب دارانہ تجزیہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ دونوں طرف بہت سی غلط فہمیاں ہو سکتی ہیں لیکن میری نگاہ میں امریکہ اور عالم اسلام کے تعلقات میں سب سے اہم عامل ان اعلیٰ اخلاقی اقدار جن کا امریکہ علمبردار ہے اور عالم اسلام سے تعلقات میں امریکی حکومتوں کے طرز عمل میں پایا جانے والا تضاد ہے۔ جب ہم امریکہ کی پالیسیوں کو دیکھتے ہیں تو ان میں عالم اسلام میں شخصی حکومتوں کی امریکی تائید، ایک طرفہ پابندیاں، تجارتی بندشیں، اسٹریٹجک دفاعی تنصیبات کے معائنے اور علاقائی تصادموں میں مخالفانہ رویہ عام نظر آتے ہیں۔ ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف جیسے بین الاقوامی اداروں کی پالیسیوں کو استعمال کرتے ہوئے آزاد ممالک کو اپنے ایجنڈے پر راضی کرنا بھی ہمارے تعلقات میں ناراضی اور نفرت پیدا کرتا ہے۔ خارجہ پالیسی کے یہ تمام حربے دو آزاد اور خود مختار مسلم ممالک افغانستان اور عراق پر حالیہ

کھلے حملے اور قبضے کے لیے استعمال کیے گئے۔

معزز سامعین!

یہ بہت اہم ہے کہ واشنگٹن کے پالیسی ساز سمجھیں کہ امریکہ کو باقی دنیا کس نظر سے دیکھتی ہے۔ امریکہ کے استعماری خواب یا کردار کو فروغ دینے والی پالیسیاں راعے عامہ کے لیے ناقابل قبول اور ناقابل فہم ہیں اور یہ انسانی فطرت کے بھی خلاف ہیں کیونکہ اکیسویں صدی میں اجارہ داری، استبداد اور تسلط کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ تنہا طاقت، پیشگی حملے، انسانی حقوق کی شدید خلاف ورزیاں جیسے گوانتانامو جزیرے میں یا امریکی مسلمانوں کے ساتھ ہو رہی ہیں، اقوام متحدہ کو خاطر میں نہ لانا یا اس کی قراردادوں کو نظر انداز نہ کرنا، نائن الیون کے بعد سے طاقت کے استعمال پر فریفتگی وہ فعل ہیں جو عالمی رائے، وژن اور اقدار کے خلاف ہیں۔ مسلمان ہی نہیں بلکہ ساری مہذب دنیا حتیٰ کہ امریکہ کے بانی سب اس کے خلاف ہیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ آزادی، جمہوریت اور فرد کی بہبود سارے بنی نوع انسان کی مشترکہ اقدار ہیں۔ اسی طرح انسداد دہشت گردی کے اقدامات، سیکورٹی اور انسانی بھلائی مشترکہ مقاصد ہیں لیکن یہ اعلیٰ اقدار اس وقت اپنا مفہوم کھو بیٹھتی ہیں جب انھیں حملوں اور کمزور قوموں کے وسائل، طرز زندگی اور اقدار پر کنٹرول حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ گذشتہ دو برس سے جس طرح دہشت گردی کے خلاف جنگ جاری ہے، اس نے عالم اسلام میں بڑے پیمانے پر بے چینی اور اضطراب پیدا کر دیا ہے۔ فلسطین، کشمیر اور چوچینیا کی حق خود ارادیت کی جدوجہد کو جس طرح دہشت گرد تحریکیں کہہ کر بدنام کیا جا رہا ہے، اس سے امریکی پالیسیوں کے دوہرے معیار بے نقاب ہو گئے ہیں۔ جب ہم مسلمان عورتوں اور بچوں کو فلسطین، کشمیر، چوچینیا، عراق اور افغانستان میں اپنے ہی گھروں کے بلے پر بیٹھے روتے دیکھتے ہیں تو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ان پر دہشت گردی کا الزام کیسے لگ سکتا ہے۔

معزز سامعین!

ہم امت مسلمہ کے نمایندوں کی حیثیت سے عالمی لیڈروں کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم امن، خوش حالی اور سارے بنی نوع انسان کی آزادی کے لیے فکرمند ہیں۔ ہم سارے انسانوں کو

ایک برادری سمجھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

کسی عربی کو غیر عربی (عجمی) پر یا غیر عربی کو عربی پر، گورے کو کالے پر یا کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے تھے۔

ہم عالم گیر انسانی برادری پر یقین رکھتے ہیں اور اسلام کو ماننے والوں پر اسلامی تعلیمات کی رو سے انسانیت کی خدمت فرض ہے۔ قرآن کریم میں بیان ہوا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ
أَوِ الْوَالِدِينَ وَالْأَقْرَبِينَ (النساء: ۴: ۱۳۵)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو انصاف کے علم بردار اور خدا واسطے کے گواہ بنو اگرچہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد خود تمہاری اپنی ذات پر یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ
شَنَاةُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا، اِعْدِلُوا ۖ هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ (المائدہ
۸: ۵) اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر راستی پر قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی
دینے والے بنو۔ کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کر دے کہ انصاف سے پھر جاؤ۔ عدل
کرؤ یہ خدا ترسی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔

اب یہ امریکہ کو فیصلہ کرنا ہے کہ اسے اپنے ان عظیم رہنماؤں کی اقدار کی طرف
پلٹنا چاہیے: جفرسن آزادی و جمہوریت کا علم بردار تھا جسے بیسویں صدی کے حریت پسندوں نے
دنیا کے مختلف حصوں میں پسند کیا، لسن کے اصولوں میں حق خود ارادیت ناقابل انکار حق قرار دیا
گیا ہے، فرینکلن روز ویلٹ کی تیسری دنیا میں استعمار مخالف جدوجہد کی تائید نے مظلوم اقوام کو
جذبہ دیا ہے۔۔۔ یا امریکہ اخلاقی ساکھ سے محروم وحشیانہ قوت پر انحصار کی موجودہ روش جاری
رکھ سکتا ہے جو امریکہ کو اس کے اپنے دوستوں اور یورپ کے اتحادیوں میں بھی تنہا کر سکتی ہے،
مسلم دنیا کو ایک طرف چھوڑ دیجیے۔

اہل علم اور دانش ور حضرات سے میری اپیل ہے کہ تاریخ کے اس نازک دور میں ان مسائل پر اخلاقی و اصولی موقف اپنائیں اور امریکی پالیسی کو مثبت سمت کی طرف لے جانے میں اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں۔ یہ نہیں کہا جانا چاہیے کہ ایسے ذہین لوگوں نے کچھ کام نہ کیا، یا وہ ناکام ہوئے کیونکہ ان میں سچ کہنے، عدل قائم کرنے اور امریکہ کی جنگ آزادی کے بنیادی اصولوں کو فروغ دینے کی اخلاقی جرأت نہ تھی۔

خواتین و حضرات! میں یہ اہم موقع فراہم کرنے پر ایک بار پھر آپ سب کا شکریہ ادا

کرتا ہوں۔

پروفیسر غفور احمد کے قلم سے

پاکستان کی سیاسی تاریخ پر سلسلہ وار ساتویں کتاب

نور شریف اللہ سے منتخب حکم

صفحات: ۶۵۰، قیمت: ۳۰۰ روپے



القمر انٹرنیٹ رائٹرز

غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور، فون: 7237500

اخوان المسلمون مصر کے مرشد عام محمد مامون الہضیبی ۹ جنوری ۲۰۰۴ء کو قاہرہ میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! --- ان کے بارے میں پروفیسر خورشید احمد کی تحریر آئندہ ماہ شائع کی جائے گی۔ ادارہ